24

(1) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی صحت اور بارانِ رحمت کے لئے پُرزور دعائیں کی جائیں
(2) خدائی فیصلہ ہو چکا تھا کہ آگ کی لڑائی لڑی جائے

(فرمودہ 4 جولائی 1947ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''سب سے پہلے تو مَیں اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب قریباً ایک ماہ سے سخت بیمار ہیں اور اب وہ بہت ہی کمزور ہو چکے ہیں۔ اور دو دن سے اُن پر قریباً بیہوشی کی سی حالت طاری ہے۔ ہماری جماعت ابھی تک بہت سی تربیت کی محتاج ہے اور تربیت کے لئے صحابہ کا وجود بہت ضروری ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت تھوڑے صحابہ باقی رہ گئے ہیں۔ خصوصاً ایسے صحابہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کے حالات سے واقف ہیں اور جنہوں نے آپ کے ابتدائی ایّام سے ہی آپ کی صحبت سے فیضان حاصل کئے تھے۔ اُن کی تعداد تو بہت ہی کم باقی رہ گئی ہے۔ اِس لئے ایسے لوگوں کا وجود جماعت کی ایک قیمتی دولت ہے اور جتنا جتنا یہ لوگ کم ہوتے چلے جاتے ہیں اُتنا ہی جماعت کی روحانی ترقی بھی خطرہ میں پڑتی چلی جاتی ہے۔ اور چونکہ صحابہ کا وجود ایک قومی دولت اور قومی خزانہ ہوتا ہے اِس لئے جماعت کے افراد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے موقع پر خاص طور پر دعائیں

کریں تا کہ یہ خزانہ ہمارے ہاتھوں سے جاتا نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ صحابہ کے وجود کو ایک لمبے عرصہ تک قائم رکھے تا کہ جماعت ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ وہ روحانی طور پر اپنے پاؤں پر آپ کھڑی ہو سکے۔ اور جماعت کے اندر ایسے نئے وجود پیدا ہو جائیں جو اپنی قربانی، اپنے اخلاص، اور اپنے تقویٰ کے لحاظ سے صحابہ کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہوں۔ جہاں تک مالی اور جانی قربانیوں کا تعلق ہے اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اندر ایسے نوجوان کثرت کے ساتھ پیدا ہو چکے ہیں جو جانی اور مالی قربانیاں کرنے والے ہیں اور اِس کے لئے اُن کے اندر بہت زیادہ جوش بھی پایا جاتا ہے۔ مگر روحانی رنگ ظاہری قربانیوں سے جُدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا، اُس کے کلام پر غور کرنا، اُسکی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنا اور دوسروں کے اندر بھی اُن صفات کو پیدا کرنا اِس کا نام روحانیت ہے۔ محض قربانیاں تو غیر اقوام اور غیر مذاہب کے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو چیز دنیا کی دوسری قوموں کے اندر نہیں پائی جاتی اور صرف الٰہی جماعتوں میں ہی پائی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور صفاتِ الٰہیہ کو اپنے اندر جذب کرنا اور لوگوں کو ان چیزوں کی طرف توجہ دلانا ہے۔ اور یہی اصل روحانیت ہے۔ اس کے بعد دوسری چیزوں کا نمبر آتا ہے۔

اِس کے بعد مَیں جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اِس دفعہ جس قسم کی شدت کی گرمی پڑی ہے اِس نے عام صحتوں کو بھی بہت نقصان پہنچایا ہے مگر جو کمزور اور بیمار لوگ ہیں اُن کی صحتوں کو تو بہت ہی نقصان پہنچایا ہے۔ مَیں خود کئی دنوں سے قریباً صاحبِ فراش ہوں۔ کچھ تو درد ِنقرس کا دَورہ شروع ہے مگر زیادہ تر گرمی کی شدت کی وجہ سے میرے جگر کو بہت نقصان پہنچا ہے جس کی وجہ سے قریباً چوبیس گھنٹے میری حالت نیم جان کی سی رہتی ہے۔ اور جگر کی خرابی کی وجہ سے متلی کے دَورے بعض دفعہ ایسے شدید ہوتے ہیں جیسے ہیضہ کی صورت ہوتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارا معدہ ہی اُلٹ جائے گا۔ اِس لئے سب دوستوں کو دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ گرمی کی اِس ناقابلِ برداشت شدت کو دور کر دے۔ گرمی تو پہلے بھی تھی مگر اِس وقت اللہ تعالیٰ نے اِس کی طرف توجہ پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ آج رات سے مجھے بھی اِس طرف زیادہ توجہ ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ بارانِ رحمت بھیج کر اپنے بندوں کو گرمی کی شدت سے

بچالے اور اب جبکہ مَیں (منبر کی طرف آتے ہوئے) گزر رہا تھا تو رستہ میں مجھے بہت سے بچوں کی آوازیں بھی سنائی دیں کہ بارش کے لئے دعا کی جائے اِس سے مَیں سمجھتا ہوں کہ طبائع کے اندر یہ عام احساس پیدا ہو چکا ہے۔ لیکن یہ چیزیں ہر فرد پر اثر رکھتی ہیں۔ گرمی کسی ایک انسان کے لئے نہیں آتی بلکہ سب پر یکساں آتی ہے۔ اس لئے ہر ایک کو ہی اس کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے گرمی کی اس شدت کو جو بُہتوں کی جانیں لے چکی ہے اور بُہتوں کو بیمار کر رہی ہے اور کئی لوگ اِسکی برداشت نہ کرتے ہوئے نیم جان ہو رہے ہیں دُور فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت کے افراد کو خصوصاً ایسی امراض اور تکالیف سے بچائے جن کی وجہ سے خدانخواستہ اُن کے اندر کسی قسم کی کمزوری پیدا ہونے کا احتمال ہو اور وہ دین کی خدمت سے محروم رہ جائیں۔ مَیں تو سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا ہے اُن آگ لگانے والوں کے افعال کا جنہوں نے لاہور اور امرتسر کے لوگوں کے گھروں کو آگیں لگائیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو بتایا ہے کہ تمہاری آگیں تو صرف چند گاؤں اور شہروں تک محدود ہیں لیکن اگر ہم آگ لگانا چاہیں تو ہم سارے ملکوں کو بھسم کر سکتے ہیں۔ گرمی کی اِس شدت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ایک تو آئندہ فصلوں کے لئے زمیندار کوئی تیاری نہیں کر سکے۔ دوسرے ہر انسان کی صحت کمزور ہو رہی ہے۔ اور وہ طاقت اور قوت جس سے انسان اپنی ذات کے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی اچھے اور مفید کام کر سکتا ہے زائل ہو رہی ہے۔ اِن دو امور کے بعد اب میں ایک تیسری بات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

الفضل 1 میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جو میری فروری 1947ء کی ایک خواب کے متعلق ہے۔ مَیں نے 25 یا 26 فروری کو ایک رؤیا دیکھا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے لفظاً لفظاً پورا کر دیا ہے۔ پہلے تو مَیں اسکی اَور تعبیر سمجھتا تھا مگر گزشتہ واقعات نے بتلا دیا ہے کہ وہ خواب انہی واقعات کے متعلق تھی۔ ابھی اِس خواب کے اَور حصے بھی ہیں جن کی تعبیر باقی ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میری وہ خواب لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہے جس میں آگیں لگانے کی طرف اشارہ تھا۔ مَیں نے وہ خواب 28 فروری کو مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک میں دوستوں کے سامنے بیان کی تھی۔ اور یہ رؤیا اُس دن سے دو تین دن پہلے کی تھی یعنی 25 یا 26 فروری کی۔ اور یہ خواب الفضل 20 مارچ 1947ء میں شائع ہوئی تھی۔ اِس رؤیا میں مَیں نے دوزخ کا ایک نظارہ دیکھا تھا۔

مَیں نے دیکھا کہ دوزخ میں بچھو ہیں جو چھ سات گز کے قریب لمبے ہیں۔ پہلے مجھے صرف دو بچھو نظر آئے جو علاوہ سات آٹھ گز لمبا ہونے کے بہت موٹے بھی تھے جیسے کہ ہوائی جہاز ہوتا ہے۔ عام طور پر تو بچھو ڈیڑھ یا دو انچ لمبے ہوتے ہیں مگر وہ بچھو چھ، سات گز لمبے تھے۔ جیسے ایک اچھی بڑی کشتی ہوتی ہے جس میں کہ اٹھارہ یا بیس آدمی سوار ہو سکیں۔ اِن دونوں بڑے بچھوؤں میں سے ایک نے دوسرے بچھو پر حملہ کر دیا۔ مگر اُس نے آگے سے حملہ آور بچھو کو ایسا ڈنگ مارا کہ اُسے پرے پھینک دیا۔ اِس کے بعد وہ دونوں بچھو ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور دونوں نے آگ کے شعلوں کے ساتھ جو اُن کے منہ سے نکلتے تھے لڑائی شروع کر دی۔ اِس کے بعد کچھ اَور بچھو بھی پیدا ہو گئے۔ اُن کے قد بھی بڑے بڑے تھے گو پہلوں سے چھوٹے۔ اور اُنہوں نے بھی آگ کے شعلوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ ان شعلوں کا نظارہ نہایت ہیبت ناک تھا۔

اب دیکھو بعینہٖ یہی نقشہ گزشتہ فسادات میں دیکھنے میں آیا۔ پہلے ہندوؤں اور سکھوں نے لاہور میں جلسہ کیا اور اُس جلسے میں انہوں نے بڑے زور کے ساتھ اعلان کیا کہ ہم مسلمانوں کو تلوار کے زور سے سیدھا کر دیں گے۔ یہاں تک کہ ایک لیڈر کے متعلق مَیں نے ہندو اخباروں میں پڑھا کہ تقریر کرتے ہوئے جوش سے دروازہ کے پاس آ گیا اور اپنی تلوار ہوا میں گُھما کر کہا اِس تلوار کے ساتھ ہم مسلمانوں کو سیدھا کر دیں گے۔ گویا لڑائی کی ذہنیت کو اللہ تعالیٰ نے بچھو سے مشابہت دی۔ بچھو کے متعلق مشہور ہے کہ

نیشِ عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش ایں است

یعنی یہ جانور حملہ کرتے وقت کوئی وجہ نہیں دیکھتے بلکہ بِلا وجہ حملہ کرتے ہیں۔ اور کوئی بھی ان کے آگے آ جائے اُسے ڈنگ مار دیتے ہیں۔ پس خواب میں بچھو دکھا کر اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ ملک کے ایک طبقہ کے لوگوں کی ذہنیت ایسی ہو چکی ہے کہ وہ بِلا وجہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اور وہ لوگ نقصان پہنچانے کے لئے کوئی وجہ اور دلیل مدنظر نہیں رکھیں گے بلکہ بِلا وجہ ہی وہ بچھو کی طرح ڈنگ ماریں گے۔ اور ایسے لوگ ہندوؤں میں بھی ہیں اور مسلمانوں میں بھی ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ نے رؤیا میں اِس طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ جو لوگ حملہ

میں ابتدا کریں گے اُنہیں مخالف فریق اُٹھا کر پرے پھینک دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہندوؤں اور سکھوں نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے میں ابتدا کی۔ مگر وہ کامیاب نہ ہوئے اور مسلمانوں نے انہیں اٹھا کر پرے پھینک دیا۔ پھر دونوں فریق کی آپس میں لڑائی شروع ہوگئی۔ اور جیسا کہ خواب میں دکھایا گیا تھا آگ کے شعلوں سے لڑائی ہوئی۔ اور یہ نظارہ لاہور، امرتسر اور کئی دوسری جگہوں میں دیکھنے میں آیا۔ اور آگ کے ساتھ ایک دوسرے کو اِس قدر نقصان پہنچایا گیا کہ اِس کی کوئی مثال ہی نہیں مل سکتی۔

ایک انگریزی اخبار کا ایک انگریز نامہ نگار جس نے لاہور اور امرتسر کے تباہ شدہ علاقوں کا دَورہ کیا تھا اُس نے بیان کیا کہ پانچ سال کی جرمنوں کی وحشیانہ گولہ باری کے نتیجہ میں جتنے مکانات لندن میں تباہ ہوئے تھے اُس سے زیادہ مکانات لاہور اور امرتسر کے دو تین ماہ کے فسادات میں تباہ ہوگئے ہیں۔ گویا پانچ سال کے لمبے عرصہ میں جتنا ظلم جرمنوں نے انگلینڈ کے سب سے بڑے شہر لندن پر کیا تھا اُس سے زیادہ ظلم دو تین ماہ کے قلیل عرصہ میں لاہور اور امرتسر میں ہوا۔ ان فسادات کی ابتدا 31 مارچ سے ہوئی۔ گویا ان فسادات سے چھ یا سات دن پیشتر خدا تعالیٰ نے مجھے بتا دیا تھا کہ اب عنقریب آگ کی لڑائی شروع ہونے والی ہے۔ چنانچہ یہ لڑائی شروع ہوئی اور آج تک جاری ہے اور کئی جگہوں سے نقصانات اور فسادات کی خبریں آرہی ہیں۔ پھر یہ آگ کی لڑائی اتنی شدت کے ساتھ ہوئی کہ بعض شہروں میں تو محلوں کے محلے خالی ہو چکے ہیں۔ اور جہاں بڑی بڑی عمارتیں تھیں وہاں اب ملبہ کے ڈھیروں کے سوا کچھ نہیں رہا۔ لاہور کے متعلق ایک خبر ملی ہے کہ شاہ عالمی دروازہ کے اندر دو دو سو گز تک بازار کے دوَرویہ مکانات بالکل بھسم ہو چکے ہیں۔ گویا صرف ایک جگہ ایک بڑے گاؤں یا ایک چھوٹے قصبہ کے برابر مکانات تباہ ہوئے ہیں۔ پھر ان فسادات میں ایک ایک محلّہ میں کروڑوں کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ بعض جگہیں تو ان شہروں میں تباہی کا عجیب منظر پیش کرتی ہیں۔ اور کوئی شخص انہیں دیکھ کر پہچان ہی نہیں سکتا کہ یہ وہی جگہیں ہیں جہاں چار چار پانچ پانچ منزلہ مکانات ہوا کرتے تھے۔ پھر ان فسادات کے دوران میں ایسے ایسے دردناک اور جگر پاش واقعات ہوئے ہیں کہ اُن کو سُن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ سنگدل سے سنگدل انسان بھی ان کو سن کر اپنے آنسوؤں کو روک نہیں سکتا۔

مجھے پرسوں ہی کسی دوست نے بتایا کہ جب آگیں لگتی تھیں تو جن کے گھروں کو آگیں لگائی جاتی تھیں اُن کے بچے اور عورتیں ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور نہایت عاجزانہ طور پر آگ لگانے والوں سے کہتے تھے ہم تو پانچ چھ سَو سال سے یہاں رہ رہے ہیں ہمیں کیوں بے در اور بے گھر کرتے ہو۔ مگر اُس وقت غصہ کی وجہ سے کسی کو اِن درد بھرے الفاظ کی پروا نہ ہوتی تھی۔ اور یہ صرف اس لئے ہوتا رہا کہ خدائی فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ آگ کی لڑائی لڑی جائے۔ اور یہ ایک اٹل فیصلہ تھا جو بچھوؤں کی سی ذہنیت والوں کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ پس آگ کی لڑائی ہوئی اور ایسی ہوئی کہ اس نے بہت سے شہروں کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ محلوں کے محلے اور گاؤں کے گاؤں تباہ و ویران ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی نہایت عظیم الشان طور پر پوری ہوئی اور مومنوں کے ایمان میں زیادتی کا موجب ہوئی۔ مگر جہاں یہ پیشگوئی پوری ہو کر ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئی ہے وہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اِن فسادات اور فتنوں کو دور کرنے کا کام بھی ہماری جماعت کے سپرد ہے۔

جیسا کہ خواب میں مجھے ایک بچھو دکھایا گیا جس نے پلٹا کھا کر آدمی کی شکل اختیار کر لی اور اُس نے اُس جگہ کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں میں بیٹھا تھا۔ اس کے بعد مجھے پیچھے سے آواز آئی کہ قرآن پڑھو، قرآن پڑھو۔ اور اِس آواز کے آتے ہی مَیں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا اور ایسی بلند اور سُریلی آواز میں پڑھا کہ مَیں نے خود بھی محسوس کیا کہ میری آواز بہت بلند اور سُریلی ہے اور مَیں جس طرف سے گزرتا ہوں میری آواز پہاڑوں اور میدانوں میں گونج پیدا کر دیتی ہے۔ اِس میں خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ بچھو صفت لوگوں کی اصلاح کا سوائے قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے اور کوئی علاج نہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے بعض دفعہ ہماری جماعت کے کمزور لوگ فسادات اور تباہی کے ان واقعات کو مزے لے لے کر سنتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کی تباہی کی خبروں کے متعلق تو نہیں۔ لیکن جب وہ یہ سنتے ہیں کہ کسی جگہ مسلمانوں نے آگ لگائی ہے تو اِس خبر پر بعض کمزور احمدیوں کے چہروں پر بھی بشاشت پیدا ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ایسی خبروں کو سن کر خوش ہونا درندگی اور وحشت ہے۔ اور یہ خوش ہونے کا مقام نہیں بلکہ رونے کا مقام ہے۔ تم ذرا اپنے ہی گھروں کو دیکھو کہ جب بارش کے ایّام میں تمہارے

گھروں کی کمزور چھتیں ٹپکنے لگتی ہیں تو تم کتنے افسردہ خاطر ہوتے ہو۔ مگر اندازہ تو لگاؤ اُن بے گھر اور بے در لوگوں کے متعلق کہ اِس شدید گرمی کے موسم میں جبکہ خالی دھوپ ہی ناقابلِ برداشت ہے اور گرم لُو چہروں کو جُھلس رہی ہے وہ لوگ کیا کرتے ہوں گے۔ اور پھر تصور تو کرو اُس حالت کا جبکہ شہر میں آگ لگی ہوئی ہو اور لوگ بھاگتے پھر رہے ہوں۔ اُن کی کیا حالت ہوتی ہوگی؟ اور اِن حالات کا ایک مومن کے دل پر کتنا گہرا اثر پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ لڑائیاں اور فتنے اور فسادات سوائے قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے دور نہیں ہو سکتے۔ ''قرآن پڑھو'' کا صرف یہی مطلب نہیں کہ قرآن کریم کھول کر تلاوت کر لی جائے۔ بلکہ اِس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا جائے اور اِس کے حکمت بھرے احکام کی تمام دنیا میں اشاعت کی جائے۔ کیونکہ یہ آگیں اُس وقت تک بجھ نہیں سکتیں جب تک فطرتوں کے اندر تبدیلی پیدا نہ ہو جائے اور بنی نوع انسان کی صحیح معنوں میں اصلاح نہ ہو جائے۔ اور ان کی فطرتوں کے اندر نرم دلی اور رحمدلی نہ پیدا ہو جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھو کہ آپ کے اندر کتنا زیادہ رحم پایا جاتا تھا۔ آپ تو کسی جانور کو دکھ دینے کو بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ کُجا یہ کہ زندہ انسانوں کو جلا دیا جائے۔ گزشتہ فسادات میں کئی ایسے واقعات سُننے میں آئے ہیں کہ زندہ لوگوں کو اٹھا اٹھا کر آگ میں پھینک کر جلا دیا جاتا رہا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ دیکھا کہ کچھ لوگ لوہے کو تاپ کر ایک گدھے کے منہ پر نشان لگا رہے تھے (لوگ اپنے جانوروں کو لوہا گرم کر کے نشانات لگا دیتے تھے تا کہ چُرائے نہ جا سکیں۔) آپؐ نے دیکھ کر فرمایا تم لوگ گدھے کو یہ نشان کیوں لگا رہے ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب کیوں دیتے ہو؟ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ نشان لگانا اس لئے ضروری ہے کہ اسے کوئی چُرا نہ سکے۔ اِس کے بغیر ہمارے جانور محفوظ نہیں رہ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا اگر نشان لگانا اِتنا ہی ضروری ہے تو پیٹھ پر لگانا چاہیئے جہاں کا چمڑا سخت ہوتا ہے۔ چہرے کے اعصاب چونکہ نازک ہوتے ہیں اِس لئے چہرے پر نہیں لگانا چاہیئے۔ 2

اِسی طرح ایک دفعہ آپؐ نے دیکھا کہ چونٹیوں کے سوراخوں کو آگ لگا دی گئی ہے۔ صحابہؓ چونکہ جنگ کے ایام میں زمین پر سوتے تھے اور اُس دن جہاں لشکر اُترا تھا وہاں چیونٹیوں کے

سوراخ تھے اِس لئے صحابہؓ نے چیونٹیوں کے سوراخوں میں آگ ڈال دی۔ آپؐ نے دیکھا تو فرمایا آگ کا عذاب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بندوں کا حق نہیں کہ وہ کسی جاندار کو آگ کا عذاب دیں۔3 اب دیکھو وہ چیونٹیاں تھیں مگر چیونٹیوں کا جلانا بھی آپ نے پسند نہ فرمایا۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحم کی کیفیت کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک جگہ آپ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہم نے ایک فاختہ دیکھی جس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ وہ بچے ہم نے پکڑ لئے اور فاختہ اُڑ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپؐ تشریف لائے تو آپؐ نے دیکھا تو وہ فاختہ شور مچاتی ہوئی ہمارے سروں پر اُڑ رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کس نے اِس فاختہ کے بچے اس سے چھین کر اسے دُکھ دیا ہے؟ یہ سن کر ہم نے فوراً ان بچوں کو چھوڑ دیا۔4

پس رحم ایمان کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ ہم جو خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ کیا قرآن کریم کی اُن آیتوں کی وجہ سے کرتے ہیں جن میں عذاب اور دوزخ کا ذکر آتا ہے؟ یا ہماری محبت ان آیات کی وجہ سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کی صفات بیان ہوئی ہیں؟ یقیناً ہم دوزخ اور عذاب کے بیان والی آیات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت نہیں کرتے۔ بلکہ ہم خدا تعالیٰ کی رحمٰن، رحیم، ستّار، غفّار اور رزّاق وغیرہ صفات کی وجہ سے اُس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اِسی طرح اگر دنیا میں ہم نے محبت پیدا کرنی ہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنے اندر محبت پیدا کریں۔ یوں تو ہم ہمیشہ ہی کہا کرتے ہیں کہ جماعت کے لوگ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ مگر اِس کا اثر اُس وقت زیادہ ہوتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ کے قادر اور حیّ وقیّوم ہونے کا ثبوت اُس کے تازہ نشانات سے ملتا ہے اور لوگوں کے ایمان اُن نشانات کو دیکھ کر تازہ ہوتے ہیں اور قلوب کے اندر نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہماری جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اِس وقت ایک ایسا نشان ظاہر کیا ہے جس کی نظیر سارے ہندوستان میں نہیں ملتی۔ بلکہ ہندوستان تو کیا درحقیقت ساری دنیا میں اِسکی نظیر نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے وقوعہ سے چھ یا سات دن پیشتر جبکہ کوئی بھی آثار اِن واقعات کے پائے نہ جاتے تھے اِس کی خبر دی تھی۔ فسادات 3 مارچ کے بعد شروع ہوئے تھے۔ کیونکہ 3 مارچ کو سر خضر حیات خان صاحب نے

وزارت سے استعفیٰ دیا اور اس استعفیٰ کی وجہ سے ہندوؤں اور سکھوں نے یہ دیکھ کر کہ وزارت ہمارے ہاتھوں سے جا رہی ہے جلسے شروع کئے اور اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ اِس کے بعد فسادات شروع ہوئے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے مجھے اُس وقت خبر دی تھی جبکہ فسادات کے لئے کوئی وجہ بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور بظاہر اس کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے۔ ایک گھر کو آگ لگنے کی خبر بتائی جاتی تو یہ بھی پوری ہونے پر عظیم الشان ہوتی۔ مگر یہاں تو خدا تعالیٰ نے ایسی آگ کی خبر دی تھی جس کی دونوں فریق ایک دوسرے پر بوچھاڑ کرنے والے تھے اور لمبے عرصہ تک کرنے والے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ فسادات جو 3 مارچ کو شروع ہوئے تھے آج تک ختم نہیں ہوئے اور اب بھی بعض جگہوں سے آگیں لگنے کی خبریں آ رہی ہیں۔

اِس نشان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے اِن دنوں بہت سے نشانات دکھائے ہیں۔ لیکن چونکہ آج میری طبیعت ناساز ہے اِس لئے مَیں ان کے متعلق کچھ بیان نہیں کر سکتا۔ بہر حال یہ نشان جو پورا ہوا ہے یہ ایک ایسا نشان ہے کہ اگر اِس کو لوگوں میں پھیلایا جائے تو اِس سے احمدیت کی تبلیغ میں بہت زیادہ مدد مل سکتی ہے۔ لاہور اور امرتسر کے لوگوں کے سامنے وہ خواب والا اخبار رکھا جائے اور اُنہیں کہا جائے کہ آگیں لگنے کی وجہ اور اِس کے لئے کوئی سبب پیدا ہونے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں مجھے ان واقعات کی خبر دے دی تھی۔ اور یہ وقوعہ کوئی ایسا نہیں جیسا کہ روزمرہ کے واقعات ہوتے ہیں بلکہ یہ اپنے اندر ندرت رکھتا ہے۔

ہندوستان کی گزشتہ تاریخ اِس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بلکہ دنیا کی تاریخ بھی اِس آگ کی کوئی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ دنیا کے کسی انسان کے وہم وگمان اور خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ اِتنی آگ لگے گی کہ وہ شہروں کے شہر اور محلوں کے محلے تباہ کر دے گی۔ مَیں سمجھتا ہوں اِن آگیں لگنے کے واقعات کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ بہت سے لوگ جو فوج کی ملازمت سے واپس آئے تھے اُنہیں آگ لگانے کے طریق معلوم تھے۔ اور پھر دونوں فریق کے لوگوں کے دلوں میں کینہ اور بُغض ایک دوسرے کے خلاف اِس حد تک بھرا ہوا تھا کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ سمجھا کہ جب تک مَیں دوسرے کو آگ سے بھسم نہ کر دوں گا میرے دل کی آگ سرد نہیں ہو سکتی۔ غرض یہ اِتنا بڑا نشان ہے کہ اگر جماعت اِسے پورے طور پر پھیلائے تو یہ بہت سے لوگوں کے لئے

ہدایت کا موجب بن سکتا ہے۔

اِس خواب کے اندر ہمارے لئے بھی ایک سبق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھو اور قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ۔ پس مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ قرآن پڑھو اور پھیلاؤ تا کہ خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے بُغض اور کینے کو نکال دے۔ اور پھر دنیا میں ایسی نیک اور صالح جماعت پیدا ہو جائے جیسے انبیاء کی جماعتیں ہوتی ہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی محبت دی ہے۔ مگر ہماری محبت لوگوں کے کام نہیں آ سکتی۔ کیونکہ بہت بڑی آگ پر اگر ایک گھونٹ پانی کا ڈال دیا جائے تو اُس پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ ہماری تعداد دنیا کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسی پانی کے ایک گھونٹ کو بہت بڑی آگ سے نسبت ہوتی ہے۔ یہ روحانی چشمہ جب تک ساری دنیا میں پھیل نہ جائے اور اسلام کی تعلیم پر صحیح رنگ میں عمل کرنے والے بُغض اور کینہ رکھنے والوں سے بڑھ نہ جائیں اُس وقت تک ہم امن قائم نہیں کر سکتے۔ پس ہماری جماعت کو نہایت زور کے ساتھ تبلیغ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو الہامات اِن واقعات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے تھے اور اب جو نشانات خدا تعالیٰ ہمیں دکھا رہا ہے اُنہیں کثرت کے ساتھ اور بار بار لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت، بنی نوع انسان کی شفقت اور احمدیت کے متعلق رغبت پیدا ہو، اور لوگ اِس طرح ہدایت پا جائیں کہ اُنہیں دیکھ کر یوں معلوم ہو کہ یہ انسان نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو زمین پر چل پھر رہے ہیں۔ اور جب وہ خدا تعالیٰ کے فرشتے بن جائیں گے تو کبھی ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی نہیں کریں گے۔ بلکہ دنیا میں کامل امن و امان رونما ہو جائے گا۔ جو لوگ ایک دوسرے پر آگ پھینکتے ہیں وہ دوزخی ہیں۔ کیونکہ آگ کو دوزخ کے ساتھ ہی نسبت ہے۔ مگر جنتی جب دوسرے پر پھینکے گا۔ پھل اور پُھول ہی پھینکے گا کیونکہ جنت کے اندر پھل اور پُھول ہی ہوتے ہیں۔ پس جب دنیا میں جنتیوں کی کثرت ہو گی تو اِس کے لازمی معنی یہ ہوں گے کہ فسادات معدوم ہو جائیں گے۔ پس اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں اور فتنوں اور فسادات کو دور کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم بُغض اور کینہ رکھنے والے لوگوں کی ذہنیتوں کو بدل دیں حتیٰ کہ وہ جنتی ہو جائیں۔ ورنہ اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو خطرہ ہے کہ یہ دنیا لڑتے لڑاتے اِس

طرح ویرانہ بن جائے کہ اِسے نئے سرے سے آباد کرنا پڑے۔" (الفضل7 جولائی 1947ء)

1: الفضل2 جولائی 1947ء

2: مسلم کتاب اللّباس باب **النُّهی عن ضرب الْحَیوان فی وَجْهِهٖ وَ وَسْمِهٖ فیه۔**

3، 4: ابوداؤد **کتاب الادب باب فی قتل الذَّرِّ۔**